ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایٹمی دھماکوں کے بعد پاکستان کو ایران سمیت پوری مسلم دنیا کی مکمل و گرم جوش تائید کی ضرورت ہے۔

افغانستان میں امن و استحکام کی امید کے ساتھ ہی ساتھ کچھ نئے خدشات بھی ابھر کر سامنے آ رہے ہیں۔ ان خدشات میں سرفہرست خدشہ بلکہ خطرہ یہ ہے کہ کچھ عناصر جو اب تک پوری طرح طالبان کے ساتھ تھے اب اس فکر میں ہیں کہ طالبان کو ایک عبوری حل ہی سمجھا جائے۔ اقوام متحدہ اور دیگر عالمی ادارے اس ضمن میں طویل عرصے سے وسیع البنیاد حکومت کا فارمولا پیش کر رہے ہیں۔ اس فارمولے کی بنیادی کڑی افغان حکومت میں ظاہر شاہ یا اس قبیل کے عناصر کو شامل کرنا ہے۔ نجیب انتظامیہ کے خاتمے کے بعد ربانی، حکمت یار اتحاد کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے میں بھی مرکزی کردار اسی فارمولے اور اس کے ہاتھوں کا تھا اور اب طالبان سے "چھٹکارا" پانے کے لیے بھی مرکزی کردار انھی کو دینے کی فکرمندی ہے۔

ہمارے انگریزی پریس اور وزارت خارجہ کے اشاروں کنایوں میں اس "ضرورت" کا اظہار شروع ہو گیا ہے کہ کوئی نیا "سیٹ اپ" سامنے آئے۔

عالم اسلام اور ماسکو کی پالیسی

محمد ظہیر الدین بھٹی

یہ دلچسپ مضمون ایک روسی اخبار "نیزاویسمایا گازیتا" میں شائع ہوا۔ اس میں روسی نقطہ نظر کی نمایندگی کرتے ہوئے، مضمون نگار نے روسی حکومت کے سامنے مسلمانوں کے بارے میں چند حقائق رکھے ہیں اور تجاویز پیش کی ہیں۔ اس مضمون کا عربی ترجمہ ہفت روزہ "المجتمع" (۱۹ مئی ۹۸) میں شائع ہوا۔ اس کے اہم نکات، قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش کیے جا رہے ہیں۔ (مدیر)

روس، سابق سوویت یونین کا وارث ہے جو اقتصادی بدحالی کے نتیجے میں، اب اقوام عالم میں، اقتصادی لحاظ سے ۵۵ ویں نمبر پر ہے۔ سابق سوویت یونین کے ممالک کے سوا، اس کا دنیا میں کوئی مخلص حلیف نہیں۔ مغرب اور بالخصوص امریکہ روس کو طاقتور نہیں دیکھنا چاہتا۔ ادھر چین اپنے آپ کو مضبوط کر رہا ہے۔ وہ کئی روسی علاقوں پر اپنا حق سمجھتا ہے۔ روس کے جنوب میں ترکی ہے جو امریکہ کا حلیف ہے۔ وہ قفقاز اور وسط ایشیا میں خصوصی کردار ادا کرنے کا متمنی ہے۔

افغانستان پر حملے سے پہلے، عالم اسلام روس کے بارے میں قدرے نرم گوشہ رکھتا تھا مگر افغانستان میں فوجی مداخلت اور تاجکستان اور چیچنیا کے بارے میں روسی رویے کی وجہ سے عالم اسلام روس سے مایوس ہو چکا ہے۔ اسے ناقابل اعتماد تصور کیا جاتا ہے اور اسلام کا دشمن نمبر ایک سمجھا جاتا ہے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کی تعداد کے لحاظ سے پوری دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب کے قریب ہے۔ چودہ ممالک میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہے جب کہ ۴۰ سے زیادہ ممالک میں مسلمانوں کی بڑی بڑی آبادیاں ہیں۔ مسلم ممالک زبردست اقتصادی وسائل و امکانات سے مالا مال ہیں۔ بین الاقوامی سیاسی میدان میں اسلام کا کردار اساسی ہے۔

کچھ لوگ اسلام پر تشدد پسندی کا الزام لگاتے ہیں' روسی صحافت بھی اس تہمت طرازی میں برابر کی شریک ہے۔ عصر حاضر میں مسلمانوں کی شدت پسند تنظیمیں درحقیقت عالم اسلام پر مغربی ممالک کی چیرہ دستیوں کا ردعمل ہیں۔ ابتدا میں یہ انتہا پسند تنظیمیں صرف مغرب کے خلاف تھیں۔ پھر ساٹھ اور ستر کے عشرے میں امریکہ کی پالیسی کے خلاف صدائے احتجاج بن کر اٹھیں۔ یہ روس کی مخالفت میں بھی سرگرم رہیں۔ مسلم انتہا پسند اقلیت میں ہیں' مسلمانوں کی غالب اکثریت نہایت پرامن ہے۔

"اسلامی مملکت" کے قیام کی کوششوں کو انتہا پسندی سے تعبیر کرنا ایک غلط فہمی ہے۔ "اسلامی مملکت" سے مراد ہے' دینی اور سیکولر امور کو' اسلام کے دیے گئے اصولوں کے مطابق چلانا۔ اسلامی ملک میں اقتدار اعلیٰ کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔ اس میں عادلانہ نظام شریعت اعتدال کے ساتھ چلایا جاتا ہے۔ "اسلامی ریاست" ایک عصری اقتصادی و سیاسی نقطہ نظر ہے جس میں ہر دور اور ملک کی ترقی کی خصوصیات جھلکتی ہیں۔

روس میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۲ کروڑ ہے۔ روس کا مستقبل ان مسلمانوں کے ساتھ مناسب طرز عمل پر منحصر ہے۔ یورپی اور ایشیائی ملک ہونے کی بنا پر روس کو ایسا موقف اپنانا چاہیے جو مشرق و مغرب دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔

روس کے برعکس' امریکی طرز عمل مسلمانوں کے قریب تر ہے۔ امریکہ نے ایسی پالیسی اختیار کی ہے کہ مسلم ممالک اس کے طرف دار ہیں' مثلاً امریکہ کے خلیجی ممالک کے ساتھ مضبوط تعلقات' بوسنیا کے بارے میں موزوں پالیسی' مشرق وسطیٰ کے بحران کو کم کرنے کی امریکی کوشش وغیرہ۔ مسلم ممالک میں سے عراق' ایران اور لیبیا کے ماسوا ' کے ساتھ امریکہ کے تعلقات دوستانہ ہیں۔ البتہ مسلم اور غیر مسلم ممالک میں قائم کئی مسلم تنظیمیں امریکہ سے سخت نفرت کرتی ہیں۔

ان حالات میں روس کا فرض ہے کہ وہ داخلی اور خارجی دونوں محاذوں پر اپنے رویے میں اصلاح کرے۔ تاجکستان اور چیچنیا میں امن و استحکام کے لیے فعال پالیسی اپنائے۔ خارجہ پالیسی میں مضبوط اقتصادی تعاون کے لیے کوشش کرے۔ خلیج کے ممالک' پاکستان' ایران' شام' مصر' عراق اور لیبیا کے ساتھ اسلحہ فراہم کرنے میں تعاون کرے۔ عراق اور لیبیا کو عالمی حصار سے نکالنے کے لیے جلد از جلد اقدام کرے۔ امیر

مسلم ممالک کی مالیات سے استفادے کے لیے ایک مناسب حکمت عملی وضع کرے۔ اس سلسلے میں روس میں بسنے والے مسلم رہنماؤں اور بیرونی اسلامی ذرائع کا تعاون حاصل کرے اور اسلامی ممالک کے ساتھ تعاون کرے۔ عام مسلمانوں کے مسائل کے حل کے لیے بین الاقوامی کانفرنسوں کا انعقاد کرے۔

اب وقت آگیا ہے کہ روس، دسمبر ۱۹۷۹ء میں افغانستان میں فوج کشی کی غلطی کو تسلیم کرے۔ فکر سلیم کے حامل روسی سیاست دانوں کا فرض ہے کہ وہ اس حقیقت کا اعتراف کریں کہ ان کا یہ اقدام سابق سوویت یونین کے شہریوں اور افغان عوام، دونوں کے لیے انتہائی مہلک ثابت ہوا۔ اس اقدام سے اس غریب مسلم ملک کو وہ نقصان پہنچا جس کی اس ملک کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

داخلہ پالیسی کے لیے تجویز کردہ اقدامات:

روس کو اس حقیقت کا برملا اظہار و اعتراف کرلینا چاہیے کہ روس آرتھوڈکس عیسائی مسلم ملک ہے۔ اس لیے کہ اس کے باشندوں کی اکثریت عیسائی اور مسلمان ہے۔ ان دونوں مذہبوں کے پیروکاروں میں جس قدر تعلقات مضبوط ہوں گے، اتنا ہی ملک کو استحکام حاصل ہو گا۔ روسی مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ بیرونی مداخلت کاروں سے اجتناب کریں اور اپنے ہی ملک کے مسلم بھائیوں سے تعلقات مضبوط کریں۔ آرتھوڈکس عیسائی اور مسلمان بھی مشترکہ طور پر کام کریں۔ اس مقصد کے لیے مشترکہ اخباری بیانات کا اجرا، مختلف ملاقاتوں اور کانفرنسوں کا انعقاد، قریبی پڑوسی ممالک یا چیچنیا سے آنے والے پناہ گزینوں کی مشترکہ عملی امداد وغیرہ جیسے ضروری کام بجالانے ہوں گے۔ روسی مسلم قیادت کا فرض ہے کہ وہ چیچنیا اور تاجکستان جیسے قریبی مسلم ممالک کے حالات کو بہتر بنانے کے لیے سرگرم ہو جائیں۔

آیندہ صدارتی یا پارلیمانی انتخابات کے پیش نظر، ہر روسی سیاست دان کو سمجھ لینا چاہیے کہ روس کے مسلمان، کسی ایسی سیاسی پارٹی کو ہی ووٹ دیں گے جس کا اقتصادی و سماجی منشور لاکھوں مسلم رائے دہندگان کو مطمئن کر سکے گا۔

یوکراین کے مسلمان

محمد احمد زبیری

۵ کروڑ سے زیادہ آبادی پر مشتمل یوکراین مشرقی یورپ میں واقع ایک سوویت جمہوریہ ہے۔ اس کے شمال میں ریشین فیڈریشن، بیلارس ہیں، مغرب میں پولینڈ، چیکوسلواکیہ اور مولڈیفا ہیں جبکہ مشرقی سرحد بھی روس سے ملتی ہے۔ جنوب میں بحر اسود اور بحر قزوین ہیں۔ یوکراین کا رقبہ ٦ لاکھ ٣ ہزار ٧ سو مربع کلومیٹر ہے۔ دارالحکومت کیف ہے جو سیاسی و ثقافتی مرکز بھی ہے۔